

## سورة القلم

سورة القلم مکتیبہ دری کا لذتیں و بخوبیں لیدڑ و فیکھا لوڑیں  
سورة قلم مکر میں نازل ہوئی اور اس کی بادن آئیں تو اس کو ایک دو دو کوئی

### بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع اثر کے نام سے ہو جد مہربان نہایت رحم و دلاء ہے

نَ وَالْفَقِيرُ وَعَايِسْطَرُونَ ۝ مَا أَدْتَ بِنَعْمَةِ رَبِّكَ بِعَجْنُونٍ ۝ وَإِنَّ الَّذِ

نَمْ تَهْ ہے علم کی اور جو بچہ کھیچیں تو نہیں اپنے رب کے فضل سے دلوانے اور تیرے داسٹے

لَوْجَرَاعِيْرَمِنُونِ ۝ وَإِنَّكَ لَعَلَىٰ خَلْقٍ عَظِيْبٍ ۝ فَسَبِّصْرُوْبِرُونَ ۝

جڑ پر ہے اپنا ہوا ہے بڑے حلق ۴۰ سواب تو پہنچ دیکھنا اور دو گھنی ریختیں

بِأَيْكُمُ الْمَفْتُونُ ۝ إِنَّ رَبَّكَ هُوَ أَعْلَمُ بِمَنْ صَنَعَ عَنْ سَيِّلَةٍ وَهُوَ

کرکون ہے اپنے جو بجل، رائے بیٹک تیراب و ہی خوب جانے اس کو جو بکار اس کی راه سے اور دو ہی

أَعْلَمُ بِالْمُهْتَدِينَ ۝ فَلَا تُطِعِ الْمُكْذِبِينَ ۝ وَذَوَا الْوَتْدِهِنُ

تو بھاتا ہے راہ پانے والوں کو سوت کھاست ان جھٹاں نے والوں کا ۶۰ پڑھتے کسی طرح و دسمط

قِيلَ هُسُونَ ۝ وَلَا تُطِعِ حَلَّافِ مَهَيْنِ ۝ هَمَازِ مَشَاعِرَ

و تو قدر سکھی دیستہ ہوں اور تو کھامت مان کسی تھویر کھانے والے پر قدر کا طفحہ دے پھٹک کھانا

بِسَمِيْلِهِ ۝ مَنَا ۝ لِلْحَيْلِ مُعْتَدِلَشِيْبِو ۝ عَتِيلٌ بَعْدَ ذَلِكَ زَنِيْمِ ۝

بھرے، سچے کام سے روکے حد سے بڑھ را کھینچا، ابتدہ ان سب کے پیچے بندام

أَنْ كَانَ ذَاماً ۝ وَلَيْنِ ۝ إِذَا نَتَلَ عَلَيْهِ أَيْنَا قَالَ أَسَاطِيرُهُ

اوسا طھ کر کھاتے مال اور بیٹھ جب سٹائے اس کو جاری پاٹ کے ۷۰ تسلیں ہیں

الْوَلَيْنِ ۝ سَنِيمَهٗ عَلَىٰ غَرْ طُومِ ۝ إِنَّا بَلَوْنَهُ كَمَا بَلَوْنَا

بھلوں کی اب داغ دیں گے اس کو خوشنہ ہے ہم نے ان کو جانچا ہے میں بجا چاہے

۱۸ أَصْحَابَ الْجَنَّةِ إِذَا قَسَمُوا الْيَمِنَ مِنْهَا مُضْبِحِينَ ۝ وَلَا يَسْتَشُونَ  
بانے والوں کو جب ان سب سے قسم کیا تو کسی نہیں تھے اور اس اصراط میں  
۱۹ قَطَافَ عَلَيْهَا طَاطِيْعَ مِنْ رَبِّكَ وَهُمْ نَاهِيُونَ ۝ فَاَطْبَقْتَكَ الْمُصْرِيْمَ  
یخیر اگر کسی اس پر کوئی پیڑھے والا تیرے رب کی طرف سے اور وہ موڑے ہی رہے پھر سچے حکم اور اسے فٹھا  
۲۰ فَتَنَادُوا مُضْبِحِينَ ۝ أَنْ أَغْدُوا أَعْلَىٰ حَرْقَكُمْ إِنْ كُنْتُمْ ضَرِيْمِينَ  
یخیر اپس میں بوئے تھے وہی کسی سو برے چلدا پہنچتے کھلتے وہ آخر تم کو تو ۲۱  
۲۱ قَانْطَلُقُوا وَهُمْ يَتَخَافَتوْنَ ۝ أَنْ لَآيُدُ خَلْقِهَا الْيَوْمَ عَلَيْهِمْ وَمُؤْسِكِينَ  
یخیر اپس میں پتے تھے پچھے پچھے کو دندرہ آئنے پا ۲۲ اس میں آج مغارے پاس کوئی محتاج  
۲۲ وَغَدَوا عَلَىٰ حَرْدِ قَدِيرِيْنَ ۝ قَلَمَارَ أَوْهَا قَالُوا إِنَّا لَضَالُوْنَ ۝ بَلْ  
اور سو برے پلٹ پیٹھے ہوئے تو اس ساتھ پھر اپس اس کو دکھا بولے ہم تو راہ ہوں آئے ۲۳  
۲۳ نَحْنُ حَرْوُمُونَ ۝ قَالَ أَوْسَطُهُمْ الْحَرَاقِلَ لَكُمْ لَوْلَا تَسْهُونَ ۝ قَالُوا  
یماری تو منت بھوٹ تھی اور الچھل کیں جائے میں اس کو دکھا کر گئے جوں پاکی پر لے اٹھی  
۲۴ شَبَّحُونَ رِبِّنَا إِنَّا لَكُنَا ظَلِيمِيْنَ ۝ قَاقِلَ بَعْضُهُمْ عَلَىٰ بَعْضٍ بَيْتَلَا وَمُؤْنَ ۝ قَالُوا  
یاک ناتھے بارے رب کی چھپی تھی وارثتھ پھر منہ کراک کر دے رہے گئے جو اتنا داشتے  
۲۵ بُوْلِكَنَا لَأَنَا كَنَا طَغِيْنَ ۝ عَلَىٰ رِبِّنَا أَنْ يُبَيِّنَ لَنَا خَيْرُ أَنْهَا كَانَتِيْا لَىٰ  
آنے خڑا، جاری، جمی تھے جس سے ریڑھاں شاید بار بھل رے ۲۶ کو اس سے بھر جائے اپنے رب سے  
۲۶ رِتَنَا رَغْبُونَ ۝ كَنِّيْلَكَ الْعَذَابُ وَلَعْدَابُ الْآخِرَةِ أَكْبَرُ مُلْكُوْتُكَافُوا  
یا کنے رکھتے ہیں یوں آتی ہے آفٹ اور آفت کی انت کوب سے بڑی ہے آن کو  
۲۷ يَعْلَمُونَ ۝ إِنَّ الْمُمْتَقِيْنَ عِنْدَ رَبِّهِمْ حَتَّىٰ التَّعْلِيْمِ ۝ أَفَنَجَعَلُ  
بھکر جو کی ابتدے اڑے والوں کو ان کے راپ سے پاس بانے ہیں نہتے ۲۸ کیا ہم کر دیں  
۲۸ الْمُسْلِمِيْنَ كَأَنَّهُجِيْرِيْنَ ۝ كَالْكُمْ كِيفَ تَخْلُمُونَ ۝ أَمْ لَكُمْ كِتَبٌ  
علم، راہوں کو بر اگر شاہزادوں کے کیا یوں کام کو کیسے ٹھرتے ہو بات کھا مغارے پاس کوئی کتاب  
۲۹ فِيهِ تَنَزُّلُرُسُونَ ۝ إِنَّ لَكُمْ فِيْهِ لَمَاتَحْدِيْوُنَ ۝ أَمْ لَكُمْ آيَيْمَانُ  
جیسیں پاہن پیٹتے ہو اس میں بتا ہے جو کوئی تم پسند کرو کی تم نے ہم سے متینے لی ہیں  
۳۰ عَلَيْنَا يَالْغَةُ إِلَىٰ يَوْمِ الْقِيْمَةِ ۝ إِنَّ لَكُمْ لَمَاتَحْدِيْوُنَ ۝ سَلَّهُمْ  
شک پہنچنے والی قیامت کے دن حکم کو ۳۱ جو کوئی تم خرا جائے پوچھنے اس سے  
۳۱ أَيْمَمِيْمِ يَنِّلَكَ زَعِيْمِ ۝ أَمْ كَمْ شُرُّكَوْ ۝ فَلَيْا تُوْلَا الشَّرَكَ كَأَرْهَمَهُ إِنَّ  
کوشان میں اسکا ذرہ بیتا ہے کیا ان کے واسطے کوئی شرک کیا ہے سچر چاہیے کیمیں اپنے شرکوں کو اگو

اشارة ہے کہ نبوت آپ کی علم اپنی میں پہنچی سے محقق و مکمل ہے پس ثبوت اسکا متین ہے اور اعمال بھی خدا  
فرشے مصدقین و مکاریں کے اعمال کو کہہ رہے ہیں اپنے انکار نبوت پر سزا ہوگی اس سے ذکر ایمان لانا واجب ہے  
اور بیکل آپ کے لئے (اس تبلیغ احکام پر) ایسا اجر (خندان والہ) ہے جو کبھی ختم ہونے والا نہیں (اس میں  
بھی تقریر ہے نبوت کی جو سازم ہے فتنی طاعن کو اور اتفاق نبوت کے ساتھ مخفیت ہے تسلی کہ آپ کہنے زور برداشت  
کر سمجھے کہ فیماں اسکا اجر عظیم ہے) اور بیکل آپ اخلاق (حسن) کے اعلیٰ پیمانے پر ہیں (کہ ہر فعل آپ کا موصوف  
یا اعلیٰ اور قریں رہنمائے ایزد متعال ہے اور عجون میں اخلاص کا کام کہاں ہوتا ہے یہ بھی جواب سے طعن نہ کو کا  
اگر تسلیہ ہے میں یہ جو ایسے مہلات بکھتی ہیں تو (اسکا غمہ نہ سمجھے کیوں نہ کہ) عذر فیض آپ بھی دیکھ لیں گے اور یہ وہ  
بھی دیکھ لیں گے کہ تم میں کس کو جو جون کی حقیقت ہے زوال عمل اور عمل کی نایت ہے  
اور اک نفع و ضرر اور ضرر متدبر و دہنے جو ابتدی ہو، پس تیاریت میں ان کو بھی حاصل ہو جائے کہ اک عامل بیت حقیقت  
جنہوں نے اس نفع کو حاصل کیا اور مجذوب یہ خود سے جو اس نفع سے مرد رکھ رکھا بھی میں مبتلا ہوتے اور جو نکل  
آپ کا پروردگار اس نفع کو بھی خوب جانتا ہے جو اس کی راہ سے بھٹکا جاؤ ہے اور وہ راہ (یہ است) پر جلتے والوں کو بھی  
خوب جانتا ہے (اس لئے ہر ایک کو اس کے مناسب جزا و سزا دیجتا اور اس جزا و سزا کے مناسب ہونے کو  
یہ سکریں بھی اس وقت بھروسے گے جب حقیقت نکشف ہو جائے کی کہ ماہل کوں تھا مجذوبوں کوں، اگر ذم مکاریں کا  
منہدوں ہے کہ جب آپ حق پر ہیں اور یہ لوگ یا طلیل پر ہیں، تو آپ ان تکذیب کرنے والوں کا کہنا نہ مانئے (جیسا کہ  
اب تک نہیں مانے، اور وہ کہنا واد ہے جو لوگ مگر فرموم ہوتا ہے مخفی) لوگ یہ چاہتے ہیں کہ آپ (فتوح باشراثا پہنچے  
منسبی کام میں کہ تسلیح ہے ذرا) دیصیلے ہو جاویں تو یہ بھی دیصیلے ہو جاویں (آپ کا دھیلانہ ہونا کہ کہت پرستی کی ذمہ  
نہ کری، اور ان کا دھیلانہ ہونا یہ کہ آپ کی مخالفت نہ کری۔ سورہ کافرون کی تفسیر میں اہن عباس رہنے دیجیے  
ہوئے کا یہی طلب بیان فرمایا ہے۔ ورنہ تو) اور آپ (با شخصوں کی ایسے شخص کا کہنا نہ مانیں جو بہت قسمیں  
کہنا نے والا ہو) مراد جسمی قسم کہنا نے والا ہے۔ عادة اکثر جسمی قسمیں بہت کھاکر تھیں۔ اور جو اپنی حرکات  
شندید کی وجہ سے عند الشدہ عند الفحاق بے وقت ہو (ول مکہنے کے لئے) طمعہ دینے والا ہو چندیاں لکھنا  
پہنچتا ہو، یہی کام سے ذکر نہ والا ہو (عائد الہ) سے ذکر نہ والا ہو گہنہ کا (از تکاب) کرنے والا ہو، سخت  
مرانچ ہو (اور) اس (سب) کے علاوه بدنام (بھی) ہو (مرا وولہ الزمان اور مطلب یہ ہے کہ اور اخلاق و  
مزاج ہو) اس کے ملادہ بدنام (بھی) ہو (مرا وولہ الزمان اور مطلب یہ ہے کہ اور اخلاق و  
اخلاق بھی اس کے خیث ہوں پر مکمل فایل اور الزمان کے اخلاق و افعال اچھے نہیں ہوتے اس لئے چنانچہ اس  
کے مزادیاگیا، خلاصہ یہ کہ اول تو مطلقاً مکمل بھی کا پھر خصوص جبکہ وہ مکمل ہیں ان فیماں کے ساتھ بھی مخفی  
ہوں جیسا کہ آپ کے مکمل ہیں میں سے بعض بڑے بڑے ایسے بھی تھے اور اس درخواست میں شریک بلکہ کسے  
بانی تھے غرض آپ ایسے شخص کا کہنا نہ مانئے اور وہ بھی شخص) اس سبب سے کہ وہ بال اور ادا و دلا ہو۔  
(یعنی دنیا کی دبایہت رکھتا ہو اور ایسے شخص کی اطاعت سے اس لئے من کیا جاتا ہے کہ اس شخص کی)

کافیا صلی اللہ علیہ وسلم قیمین ۱۷) یومِ میشافت عن ساق و میں عکون راں السجود فکار  
جس دن کہ کھوی ہائے پنڈی اور وہ پلائے جائیں جس کے کرے کے  
یستَطِبُونَ ۱۸) حَارِشَةَ أَيْصَارَهُمْ تَرَهُقُهُمْ ذَلَّةٌ وَ قَدْ كَانُوا يَذَّمُونَ  
کر سکیں ہیں پونتیں ایں کی آنکھیں چڑھی آئیں ہیں اور ذلت اور سیان کو پانی ۱۹) دے  
اَلِ السَّجْدَةِ وَ هُمْ سَلَّمُونَ ۲۰) قَدْ رُبْنَى وَ مَنْ هَيْكَلَ بَيْنَ الْحَدَبَيْثِ  
سجدہ کرنے کے ارادہ تھے ابھی خاصتے اب جیوڑے سے اس کو ارادہ کرنے کے بھیلاں اس پات کے  
سَسْتَدَلْ رَهْمَرْ قَنْ حَيْثُ لَأَيْعَلُوْنَ ۲۱) وَ مَلِلْ رَهْرَانْ كَيْرَى مَمَتِينَ ۲۲)  
اب ہم ستری یہی احادیث گئیں کہ جہاں سے ان کو پہنچ جائیں اور ان کو دھیل دیجئے جائیں میکھیں ادا فرما جائے  
اَمْ لَسْتَهُمْ اَجْرًا فَهُمْ مَنْ مَعَرَّمُ مُمْتَلُونَ ۲۳) اَمْ عِنْدَهُمْ الْغَيْبُ فَهُمْ  
کیا کوئی دعا ہے ایں سے بھوپن سو آن پر تادان کا بارہ بڑا ہے اسے کیا آن کے پاس خرچے غلب کی سودہ  
یکتبون ۲۴) فَاصْلِرْ لَحْكَرْ بَلْ وَ لَاهَتْ كَصَاحِبِ الْحَوْرِ اَذْنَادِي  
کھلا ہے ہیں اب تو استقبال سے راہ و رکھتا راہ استقبال کے اور اس سے  
وَ هُوَ مَكْظُومٌ ۲۵) لَوْلَا اَنْ تَلَكَّهُ نِعْمَةٌ مِنْ رَبِّهِ لَكُنْ بِالْعَرَاءِ وَ هُوَ  
ارادہ و لطفہ میں ہمارا تھا اگر نہ سخا اس کو احسان تیرے رب کا بوسنہ کا ایسا تھا تسلیم میدان میں ازام  
مَدْ مُوْرَ ۲۶) قَاجَتِبَهُ رَبَّهُ فَجَعَلَهُ مِنَ الصَّلَعِيْنَ ۲۷) وَ لَانْ يَكَادُ الْلَّيْلُ  
کس کر بھر لوازیں کو اسے بھینے پھر کردیں کوئی کوئی نہیں اور مکھر لے لے کیا رہے ہیں اور مکھر لے لے کیا رہے ہیں  
كَفَرْ وَ الْكَبِيرُ لِلْعُوْنَاقِ يَا يَصَارِهِمْ كَمَا سَمِعُوا اللَّهُ كَرَ وَ يَقُولُونَ اَيَّتَهُ  
کے سلسلہ دس بھی کو ایسی نہیں سے جب سنتے ہیں قرآن اور کچھ کو ایسی نہیں سے جب سنتے ہیں وہ  
لَجَنْوُنَ ۲۸) وَ مَا هُوَ الْأَذْكَرُ لِلْعَالَمِيْنَ ۲۹)  
بادھے ہے اور یہ قرآن تو یہی ضریب سے سارے جہاں والوں کو

### خلاصہ تفسیر

ن (۱) اس کے مختصر اشارہ کو معلوم ہیں، قسم پر قلم کی (جس سے متادر خلق فوج محفوظ پر لکھے گئے)  
اور قسم ہے، ان (فرشتوں) کے کھنچنے کی (جو کہ کتابت اعمال ہیں۔ حضرت ابن عباس نے قلم اور اس نے مکمل  
کی یہی تفسیر فرمائی ہے (در منشور) آگے جو ایتم ہے)، کہ آپ اپنے رب کے فضل سے مجذوب ہیں جیسا لجایسا  
مکاریں بھوت کہتے ہیں (کذا فی الرؤس این فرقی فی سبب التردد) مطلب یہ کہ آپ بھی برقی ہیں اور  
یہ قسمیں اس مدعا کے نہایت مناسب ہیں کیونکہ مقلد متفاہر کے نزول قرآن بھی ہے پس اس آئیت میں

حد و کو دیکھ کر پیش کیا کہ وہی بگہے تو اس وقت کہنے لگے کہ بھوئے نہیں) بیکار جگہ تو وہی ہے ملکن) ہماری  
قسمت ہی پھوٹ گئی (کہ باغ کا یہ حال ہو گیا) ان میں جو (کسی قدر) اچھا آدمی تھا وہ کہنے لگا کہ کبھی  
میں نے تم کو کہا تھا نہ تھا (کہ اسی نیت سے کرو، مسکین کے دینے سے برکت ہوتی ہے اسی لئے اس شخص  
کو اشتہر تعالیٰ نے اچھا ہاگر علاوہ شخص بھی باوجود کراہت قلب کے ساتھ شریک ہو گیا تھا  
اسکے احقر فلسفت کسی قدر بہادری ایلان لا اوسط اڑاضافی۔ پھر ہمیں بات کو یاد دلا کر اس شخص نے کہا  
کہ اپنی شامت اعمال تو بھگتی میں لگی اب (توہہ اور) قسمیع (وقد میں) کیوں نہیں کرتے (تاکہ وہ  
گناہ معاف ہو اور اس سے زیادہ ویال نہ آیا وادے) سب (توہہ کے طور پر) کہنے لگے کہ ہمارا پروردگار پاکتہ  
(یہ تنزیہ ہے جو استغفار کی تمهید ہے) بیٹک ہم قصور دار ہیں (یہ استغفار ہے) پھر ایک دوسرے کو  
مخاطب بن کر یا ہم الزام دینے لگے (ہم اس کام بگڑنے کے وقت اکثر لوگوں کی مادرت ہوتی ہے کہ ہر شخص  
دوسرے کو رائے خاصہ کا ذمہ دار بتالا کرتا ہے پھر بتطفیل ہو کر) ہم نے لگے کہ بیٹک ہم (مسی) حد  
سے نکلنے والے کہے (کسی ایک کی خطا تھی ایک دوسرے پر الزام بیکار ہے سب ملک توبہ کرو) شاید (توہہ  
کی بیکت سے) ہمارا پروردگار ہم کو اس سے اچھا بانج بدلے میں دیے (اب) اپنے رب کی طرف بچ جو توہہ  
دینی توہہ کرتے ہیں اور بدلتا ہام ہے خواہ دینی میں قسم البدل بجاوے خواہ آخرت میں اور خدا بر اعلومنم تھا کہ  
کریم وکیوس نے ملکب صدیت ہوئے تھے اور یہ بات کہیں سند کے ساتھ نظر سے نہیں گردی کہ ایسا اس  
باغ کے عنصرن کو دینیا میں کوئی باغ ملایا تھیں، البته بلا مندرجہ المعنی میں این سعدود کا قول کھا ہے کہ اس  
کے اچھا باغ ان کو عطا کیا گیا والہم۔ اگر قسمہ کی غرض یعنی تحریر کی تصریح ہے کہ خلافت حکم کرنے پر اسی  
طرح خدا ہو اکرتا ہے (جب ہمارا کرتا ہے یعنی اے ایں مکتمب بھی اپنے خداوے کے حق ہو بلکہ اس سے بھی)  
زیادہ کے کیونکہ خداوند کو تو حقیقتیست پر اعتماد تھا تو فخر کرتے ہوں) اور آخرت کا مذکوب اس (غلاب یعنی)  
سے بھی بڑھ کر ہے کیا خوب ہوتا کیوں تو (اس بات کو) جان یتھے (تاکہ ایمان لے آتے) اگر ان سزاوں  
کی تحقیق کے لئے کتاب کے خیال باطل کا ابطال فرمائیں کہ وہ کہتے تھے لکھن توجیحت ایں اُنکی فی الحدیث  
الحسنی۔ یعنی بیٹک پر بزرگاروں کے لئے ان کے رب کے نزدیک آسانی کی بخشیں ہیں (یعنی بدبوب و خول  
جنت کا تقویٰ ہے اور اس سے کافر عادی ہیں تو ان کو جنت کیے جل جادے گی) کیا ہم فرمادیروں کو نافرمانہ داروں  
کے برابر کر دیں گے (یعنی اگر کافروں کو بخات ہو تو فرما برداروں اور نافرمانوں میں بھی فرق و امتیاز رہ جادے گا  
جس سے فرمادیروں کی فضیلت ثابت ہو کتوہ تعالیٰ فی حسن امْرَجَعُ الظَّفِيرَ امْتَوَادَ عَلَيْهَا الظَّلِيلَ  
کالظیلین یعنی اُن) تم کو کیا ہوا تم کیسا فصل کرتے ہو کیا بخارا سے پاس کوئی (آسمانی) کتاب ہے جسیں پڑھتے ہو  
یعنی نعمت ملے گی (کیا ہمارے ذمہ کچھ قسمیں جو ہمیں جو کھارے لئے کھائی گئی ہوں اور وہ میں  
کے بیٹک ہم رستہ بھول گئے (اور کہیں بھل آئے کیونکہ یہاں تو باغ وران پکھ بھی نہیں پھر جس موقع

عادت ہے کہ جب ہماری آئیں اس کے سامنے پڑھ کر نہ کرنا ایں تو وہ کہتا ہے یہ سند باتیں ہیں جو انکوں سے  
منقول ہیں آتی ہیں (مطلوب یہ کہ آیات کی تکذیب کرتا ہے نااصہ کیہ کہ ان کی اطاعت سے مش کرنے کی ۴۳  
عات ای کی تکذیب ہے اور اسی پر اول الائچہ المدینہ یعنی فرمایا گیا پھر بطور تخصیص بعد تعمیم کے ان کمکتیں  
میں سے ایسے لوگوں کی ایاعت سے ماذت کی گئی ہو ملا دکھ بے اور بُری حادثیں بھی رکھتے ہوں لیوں  
کی اطاعت سے ماذت مطلق کمکتیں کی اطاعت سے ماذت سے اور زیادہ اشدھ ہو گی لیکن اصل بذات وہی  
تکذیب رہے گی اگر ایسے شخص کی سرزناکی پڑھ داشتگاہ دیں گے۔  
(یعنی قیامت میں اس کے چہرے اور ناک پر اس کے کفر کی وجہ سے کوئی علامت ذات اور بیہقیان کی  
لگادیں گے جس سے وہ خوب رُوا ہو۔ حدیث مرقس میں ایسا ہی دارد ہے کافی الدلائل اللذوں۔ آگرے ایں بخ  
کو ایک قصہ سننا کر ان کو دیالے ڈرایا گیا ہے) ہم نے (جو ان ایں کے کو سامان میش دے رکھا ہے جس پر  
یہ خود رہے ہے جس توہہ نے) ان کی آزمائش کر رکھی ہے (کہ وکھیں نہ توں کے شکریں ایمان لاتی ہیں یا  
ناشکری دیقوری کر کے کفر کرتے ہیں) جیسا (ان سے پہنچتیں دے کر) ہم نے باغ والوں کی آزمائش  
کی تھی (یہ باغ بقول این عباس بن ملک جو شیخ میں بھا اور بقول مسیح بن جبریل میں میں، کذافی الدلائل اللذوں  
اور یہ قصہ ایں کمکتیں شہر معرفت خدا درجن باغ والوں کا پہنچتے اُن بچاپ کا پہنچتے اُن بچاپ  
کے ایک بڑا حصہ اس باغ کے بچل کا سکین میں صرف کیا کرتا تھا جب وہ مرگی تو ان لوگوں نے کہا  
کہ ایک بڑا حصہ اس باغ کے بچل کا سکین میں صرف کیا کرتا تھا جب وہ مرگی تو ان لوگوں نے کہا  
کہ ہمارا باب اپنی عقاہ کا اس قدر اکد فی مسکینوں کو دے دیتا تھا اگر سب آؤ کے سقدر فراغت ہو چاہئے  
ان آیتوں میں ان کا بقیہ تقدیم نہ کرو ہے یعنی یہ واقعہ آئندہ اس وقت ہوا) جبکہ ان لوگوں نے (یعنی اکثر یا  
بعض نے تقول تعالیٰ قال اَكْتَظُهُمْ بِأَنَّمِّ) قسم کیا گی کہ اس (باغ) کا بچل ضرور صحیح چل کر توہیں گے اور (ایسا  
و تُؤْنَقُونَ) انہوں نے انشاء اللہ بھی ہیں کہا سو اس باغ پر آپ کے رب کی طرف سے ایک بچر نے والا  
(عن ایں) پھر گیا (اور وہ ایک آنکھی۔ کذافی الدلائل این برج، خواہ خالص ایک پویا ہذا میں ملی ہوئی ہو  
جیسے تو) اور وہ سورہ سے تھے پھر صحیح کوہ باغ ایسا ہو گی جیسے کٹا ہوا کھیت (کہ خالی زمین رہ جاتی ہے  
او ربع جگہ کاٹ کر جلا بھی دیا جاتا ہے مگر ان کو اس کی پوچھنہ نہیں تھی) سو صحیح کے وقت (سو کرو جاؤ طے تو)  
ایک دوسرے کو پھکارنے لگے کہ اپنے کھیت پر سویرے چلو اگر تم کو بچل توہنا ہے (کھیت یا توہنا کہہ دیا  
ہو یا ایسی ایسی بھیزرس بھی ہو توہنے دار نہیں ہوئیں جیسے انگور وغیرہ یا کہ اس باغ کے مقتنی کھیت  
بھی ہو) پھر وہ لوگ اپس میں پیکے چکے یا تیس کرتے چلے کہ آج تم سک کوئی عقاب نہ آئے پھرے اور (بزم  
خود) اپنے کو اس کے نہ دینے پڑتا درجہ کوچھ کچھ (کہ سب بچل گھرے آؤں گے اور کسی کو نہ دیں گے) کذاف  
نی الدلائل این عباشر) پھر جب (دیاں پہنچے اور) اس باغ کو (اس حالت میں) دیکھا تو کہنے لگے  
کہ بیٹک ہم رستہ بھول گئے (اور کہیں بھل آئے کیونکہ یہاں تو باغ وران پکھ بھی نہیں پھر جس موقع

خداوندی خود کی طریقہ سے حکوم ہو جاتے ہیں جس کی وجہ سے وہ صاحبِ دین کے ایسا نئے نئے تنہی ہیں اور نظر اپنے کو دوں امر نہیں ہیں پھر انکار میتوں عجیب ہے آنکھیں آپ کا تسلی ہے، جب ان کا استحقاقِ مذاب اور انکار بوجوہِ حقائق معلوم ہو گی اور یہ کہ ان کی مہلت استدراج یعنی ریکتِ قسم کی دعیل ہے اور وقتِ محدود پر مذاب ہو گا، تو آپ اپنے رب کی (اس) تحریر پر صبر سے مشیر رہیں اور (انکلی میں) پچھی (کے پیش میں جائیں) والے پیغمبر و نبی علیہ السلام کی طرح نہ جوچے (کہ وہ مذاب نازل نہ ہونے سے تسلیم ہوئے اور انہیں پڑے جسکا تھہ کی جگہ تھوڑا تھوڑا آچکا ہے نہیں) قدو و تشبیہ کا ختم ہو چکا، اُنچھے بذریعہ قصہ کے ارشاد ہے کہ وہ وقت بھی یاد کریے جبکہ پیوس (علیہ السلام) نے (اپنے رب سے) دُعائی اور وہ غم سے گھٹ رہے تھے (یعنی مجموع تھا کہیں غم) کا ذکر ہے وہ دن یا کرنے کے قابل ہے اس دن کہ سان کی بیچاری کی جاوے کی اور سجدہ کی طرف لوگوں کو بولایا جاوے چکا (اسکا قصہ حدیث شیخین میں مرغوا میں طرح آیا ہے) کہ حنفی تعلیم قیامت کے میدان میں اپنی ساقی خالہ فرمادی چکا۔ ساق کہتے ہیں پندلی کو، اور یہ کوئی خاص صفت ہے جس کو کسی مساحت سے ساق فسر مایا جیسا قرآن میں ہاتھیا ہے اور ایسے مخبر ہے کہ مذکورہ آلات مجھنک ایسی کہتی ہے لذتِ مرض الطالبین جو منہ مونہ مونہ مونات بھرے ہیں اگر پری کے لئے جو شخص ریاستِ عجده کرتا تھا اس کی کہتے کی طرف رہ جاوے کی سجدہ نہ کر سکے گا۔ اور بعد سے کی طرف بُلائے جانے سے شیخہ کیجا ڈیکھنے کے دلائل تھیں ہیں کہ جو کنکلیا ہے جانے سے مراد امر بالمشود نہیں ہے بلکہ اس عقیلی میں اثر ہو گا کہ سب بالاضطرار عجده کرنا چاہیں گے جس میں مومن اس بات پر قادر ہو جائیں گے اور ایں ریادِ خانقہ تادریت ہو گے اور کفار کا قاتور نہ ہونا اس سے پوری اولیٰ مضمون و تواریخ جسکا آگے کر کے ہمیں کافر کی جگہ جدہ نہ کر سکیں گے (اور) اسی ایک تھیں (مارے شرمندگی کے، بھلی ہو گی) اور (ان پر ذاتِ چھائی ہو گی اور (وجہ اس کی یہ بُجک) یہ بُوگ (دنیا میں) سجدہ کی طرف بُلائے جیا کر تھے (اس طرح کہ ایمان لاکر عبادت کریں) اور صبح سالم تھے (یعنی سجدہ کرتا تھا اسی تھے) چنانچہ ظاہر ہے کہ ایمان دعیاتِ فعل اختیاری سے بیس زیماں انتقال امرتہ کرنے سے آج ان کو یہ رُسوایہ ذات ہوئی اور دوسری آیت میں جو بھگاء کا اپر اٹھا رہتا ہے ایسا ہے وہ اس کے محاذ نہیں کہ کوئی گھلے جیرت سے ایسا بُوگ کا اور کاہے غلبہ نہارت سے ایسا بُوگ اکے لفڑا کے اس خیال کا دیہے کہ مذاب میں دیر ہونے کو اپنے متیوں جو نے کی دلیل سمجھتے ہیں اس کے ضمن میں آپ کی تسلی بھی ہے، یعنی جب انکا مستحق مذاب ہونا اور انکی آیتوں سے مخلوق ہو چکا تو مجھ کو اور جو اس کلام کو جھیلاتے ہیں ان کو (اصل وجود ہی) رہنے دیجئے (یعنی مذاب میں دیر ہونے سے رنج نہ کیجئے) ہم ان کو بُری دیج (جنم کی طرف) لے جاؤ کر میں اس طور پر ان کو خوبی نہیں اور (دنیا میں ان پر مذاب نہ ڈالنے سے) ان کو مہلت دیتا ہوں میکاہ میری تجسس بری مضمون طے ہے (آنکھیں کے انکار بُوت پر تجویز ہے) کیا آپ ان سے کہ مزادِ ضمانتگی ہے کہ وہ اس ماؤں سے دیے جاتے ہیں کہ فلاں شخص اس طرح دیکھتا ہے جیسے کہا جائے کہا کافی روح المعنی نظر ان نظر ان بکار پاس غیب (کام) ہے کہ (اس کو محفوظ رکھتے کے داستے) لکھدیا کرتے ہیں (یعنی میں ان کو اس کلام

ساتھ پڑکلم فرماتے ہیں) تمام جہاں کے واسطے صیحت ہے (اوہ جنون آدمی کے ساتھ ایسی اصلاح عالم نہیں ہو سکتی اس میں تو جواب طعن نظر ہے اور بیان عادت سے کبھی اس طعن کا منعین ہٹانا ثابت ہو گی کیونکہ جس قول کا مشاہد عادت ہزوہ قابلِ انتہا نہیں)

## معارف و مسائل

سورہ نکاح میں اللہ تعالیٰ کے وجود اور توحید اور علم و قدرت کے دلائل مشاہدہ کا نتیجہ ہے جس کے بیان پر مسخر ہے اور کفار کے بخوبی پر عذاب شدید کا ذکر ہے۔ سورہ فون میں کفار کے اُن مطاعن کا جواب سمجھ جوہدہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر کیا کرتے تھے۔ سب سے پہلا ان کا بعدنیہ تھا کہ انہی کے سمجھ ہوئے کامل اعلیٰ علم جامِ الفضائل رسول کو معاذ اللہ مجذوب کہتے تھے، یا سوجہ کے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر جو حجی فرشتہ کے ذریعہ نازل ہوتی تھی بوقت وحی اُس کے اشارہ اپکھم سماں پر دیکھ جاتے تھے، پھر اپنی سے خالشہ آیات پڑھ کر ساتھ تھے یہ حملک کفار کے فہم اور اداک سے باہر نکالنے والے اس کو جنون قرار دیتا۔ اور یا سوجہ سے کہ آپنے اپنی قوم اور پوری رُنیا کے عقائد و جوہدہ کے خلاف یہ دعویٰ کیا کہ عبادت کے قابل اندکے واکوئی نہیں، تین خود تراشیدہ بتوں کو وہ خدا بھتھتے تھے، ان کا بدلہ علم و شور ناتقابل نفع و ضرر ہونا بیان کیا، آپ کے اس عقیدہ کا کوئی ساتھی نہ تھا اپکے ایکیہ دعویٰ لے کر پیغمبرؐ نے ظاہری سازہ سماں کے ساری دُنیا کے مقابلہ میں کھڑے ہو گئے۔ ظاہر ہی نظروں میں اسکی کامیابی کا کوئی امکان نہیں تھا ایسے دعوے کو بیکھڑا ہونا جنون بھی گایا اور پیغمبرؐ سب کے بھی بعض طعن برائے طعن ہو سکتا ہے کہ جنون کہتے ہوں، سورہ فون کی ابتدائی آیتوں میں اُن کے اس خیال باطل کی تردید قسم کے ساتھ موكد کر کے بیان فرمائی ہے۔

نَّالْفَلَكَهُ وَمَا يَسْطُرُونَ هَمَّا ذَرَتْ بِرَحْمَةِ رَبِّهِ بِمَجْنُونَ هَرَفْ نَوْنَ وَرَفْ قَطْدَهِينَ سَعَ  
جو قرآن کرم کی بہت سی سورتوں کے شروع میں لائے گئے ہیں، ان کے معنی اللہ تعالیٰ ہی کو معلوم ہیں، یا اس کے رخواں صلی اللہ علیہ وسلم کو، اُمت کو اُس کی تحقیق میں پڑنے سے روک دیا گیا ہے۔

علم سے کیا مراد ہے اور قلم کی فضیلت [والقلدر میں واؤ حرفت قلم ہے اور قلم سے مراد عام علم بھی ہو سکتا ہے جس میں قلم تقدیر اور فرشتوں اور انسانوں کے سب قلم جن سے پچھل کھا جاتا ہے سب داخل ہیں کہا ہوتا ہے ابی حاتم البصیری] اور فاصح قلم تقدیر بھی مراد ہو سکتا ہے (کما ہو توں ابن عباس رضی) اور اس قلم تقدیر کے متعلق حضرت عبادہ بن الصامت رضی کی روایت میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ سب سے پہلے امشتہ تعالیٰ نے قلم پیدا کیا اور اس کو حکم دیا کہ لکھد، قلم نے عرض کیا، کیا لکھوں تو حکم دیا کہ تقدیر الہمی کو قلم نے (حکم کے مطابق) ایک نکاح ہونے والے تمام واقعات اور حالات کو لکھدیا۔ (رواه البرزندی و قالہ بن عبد الدین غریب) اور سچے علم میں حضرت عبد اللہ بن عمر رضی کی حدیث ہے

کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ "اللہ تعالیٰ نے تمام مخلوقات کی تقدیر کو اکسان و زمین کی تخلیق سے پچاس ہزار سال پہلے لکھ دیا تھا۔"

اور حضرت قادار رہ نے فرمایا کہ قلم امشتہ تعالیٰ کی ایک بڑی نعمت ہے جو اُس نے اپنے بندوں کو عطا فرمائی ہے اور بعض حضرات نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے پہلے ایک قلم، قلم تقدیر پیدا فرمایا جس نے تمام کائنات مخلوقات کی تقدیر میں لکھ دی۔ پھر وہ سارے قلم پیدا فرمایا جس سے زمین پر بستے والے کھنکتے ہیں اور کھنکنے گے اس دوسرے قلم کا دوسرہ اقرار میں آیا ہے عَلَّمَ بِالْفَلَقِ وَالشَّمِ

آیت میں اگر قلم سے مراد قلم تقدیر یا جائے جو سب سے پہلی خلوق ہے تو اُس کی غلطت اور تمام چیزوں پر ایک بڑی ظاہر ہے اس لئے اس کی قسم کھانا مناسب ہوا، اور اگر قلم سے مراد عام علم یعنی جادویں چیزوں پر اور فرشتوں کے اعلام کے علاوہ انسانوں کے علم بھی داخل ہیں تو اس کی قسم اس لئے کھائی گئی کہ دُنیا میں بڑے بڑے کام بستہ قلم ہی سے ہوتے ہیں۔ ملکوں کی نتوحات میں تواریخ زیادہ قلم کا متور ہونا مستقول و مسحوف ہے اب تو اساتھ بستی نے اسی ضمون کو دو شعروں میں فرمایا ہے۔

اذاً قسم الابطال بِوْمَا اسْبَيْهَهُ حِرْ

اد، اس کو شدید کریں بہادر بُوگ کسی دن اپنی تواریخ  
کفی قاحل الکتاب عَنْ اَرْسَافِ عَدَةٍ

هَلَى الْدَّهْرِ اَنَّ اللَّهَ اَقْسَمَ بِالْقَلْمَنْ  
بِهِشَّتْ بِمِيشَ کے ماسِلِ بِکُوکِ اسْتَرْنِ قَسْمَ کَمَا ہی ہے سَلَمَ کی۔

تو کافی ہے لکھنے والوں کا قلم اُن کی عزت و در تی کے لئے  
بہر حال اس آیت میں قلم تقدیر یا عام علم خلافت کی اور پھر فقط اسی سُلطان میں کچھ ان طموں سے کھا گیا یا کھا جائے گا اس کی قسم کھا کر حق تعالیٰ نے کفار کے اس طمعہ باطل کار د فرمایا کہ اُپ جنون ہیں ارشاد پر امام احمد

بِنْ بَعْدِیْرِ زَيْلَقَجِنْوْنِ، بِنِی اَپَ اپنے رب کی نعمت و فضل کی وجہ سے ہرگز جنون نہیں ایکس بِنْ بَعْدِیْرِ زَيْلَقَ

بِرْ صَارِکَرْ دُعَوِیَ کی دلیل بھی دیدی کہ جس شخص پر امشتہ تعالیٰ کی نعمت و رحمت مکمل ہو وہ کیسے جنون ہو سکتا ہے اُس کو

جنون کہنے والا الخود جنون ہے۔

فَالْمُدَّهَا عَلَارَ نے فرمایا ہے کہ قرآن کریم میں حق تعالیٰ جس چیز کی قسم کھاتا ہے اس مضمون میں اپک شہادت

ہوتی ہے یہاں بایسطدوں کے نظر سے دُنیا کی تائیں جس بچہ لکھا گی اور لکھا جادہ ہے اس کو بایلوو شہزادت پیش کیا ہے کہ دُنیا کی تائیک گو دیکھو، ایسے اعلیٰ اخلاق و اعمال والے کہیں جنون ہوتے ہیں وہ تو وہ سروں کی عقل

درست کرنے والے ہوتے ہیں اس گے مضمون دکو کی مزید تائیک کے لئے فرمایا،

وَلَمَّا كَلَّكَ لَكَ جُنُونَ قَمْتُونَ هَ (اور بیک اپک کے لئے اجریم ہے جو سبی منقطع ہونے والا نہیں) مطلب

یہ ہے کہ اپکے جس کام کو یہ دیوانے جنون کہہ ہے یہ وہ تو اشتکے نزدیک سب سے امقوبل ہل ہے اس پر اپکو اجریم ملنے والا ہے اور اجر بھی ایسا جو دامی ہے کہ بھی منقطع نہیں ہو جا کہ کہیں کسی جنون کے علی پر بھی جنون کو اجر

ملاکرتا ہے۔ اگرے اسی مضمون کی مزید تائید و تأکید اس جملے سے فرمادی۔  
کہ اذکر لعلیٰ حلقی عظیم، اس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اخلاقی فاضل کاموں نے خوب نظر بھی ہے اسے  
فرمای گئی ہے کہ دیوانہ درقاوہ دیکھو کیوں بخوبی دیوانہ کو ایسے اخلاق و اعمال ہوا کرتے ہیں۔  
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا حلقی عظیم | حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ فرمایا کہ خلق عظیم سے مراد دین عظیم ہے کہ اشرک کے  
نژدیک اس دین اسلام سے زیادہ کوئی مجبوب دین نہیں۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہ فرمایا کہ اپنے حلق خود قرآن پر  
یعنی قرآن کریم جن اعلیٰ اعمال و اخلاق کی قیمت دیتا ہے آپ ان سب کا اعلیٰ منور نہیں۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ  
نے فرمایا کہ خلق عظیم سے مراد اداب القرآن ہیں یعنی وہ اکابر جو قرآن نے سمجھا ہے ہیں۔ حاصل سب کا تقریباً  
ایک ہی ہے۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے دیوانہ بارہ میں حق تعالیٰ نے تمام ہی اخلاق فاضلہ بدرجہ کمال بخش  
فرمادیے تھے خود امام حضرت مسلم ائمہ عالیہ وسلم نے فرمایا بعد ایام مکاروں الاخلاقی یعنی مجھے اس کام کے  
لئے بھیجا گیا ہے کہ میں اعلیٰ اخلاق کی بدلیں کر دوں (ابو حیان)

حضرت انس فرماتے ہیں کہ میں نے دش سال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت کی اس پوری مدت  
میں جو کام میں نے کیا ہے میں فرمایا کہ ایسا کوئی کیا اور جو کام نہیں کیا اس کی بھی یہ نہیں فرمایا کہ یہ  
کام کیوں نہیں کیا (حالاً کہ یہ ظاہر ہے کہ دس سال کی مدت میں خدمت کرنے والے کے بہت سے کام خلاف  
بلج ہوئے ہوئے) (بخاری دہم)

اور حضرت انس فرماتے ہیں کہ آپ کے مکاروں اخلاق کا یہ حال تھا کہ مدیر کی کوئی فونڈی باندی بھی آپ کا  
ہاتھ پڑ کر جہاں چاہے یہ بجا سکتی تھی (رواه البخاری)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بھی اپنے احقر کے کوئی فونڈی باندی بھی  
جباد فی سبیل الشرک کے اسیں کفار کو بازنما قبول کرنا ثابت ہے ورنہ آپ نے کسی خادم کو نہ کسی عورت کو  
کبھی سارا، ان میں سے کسی خطا و لغوش بھی ہوئی تو اسکا انتقام نہیں لیا جزاً لئے کہ الشر کے حکم کی  
خلاف ورزی کی جو وقار میں پر شرعی سزا یادی فرمائی (رواه مسلم)

حضرت جابر بن زيد فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کبھی کسی جیزہ کا سوال نہیں کیا گیا جس کے  
حوالہ میں آپ نے نہیں فرمایا ہو (بخاری دہم)

اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خوش گوستہ نہ فرش کے پاس جاتے تھے  
نہ باناروں میں خوش بکر تھے بلکہ کابدہ کبھی براہی سے نہیں دیتے تھے بلکہ معافی اور درگز کا محاملہ  
فرماتے تھے۔ اور حضرت ابوالدرداء بن فراتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میران میں خلقی حسن  
کی برآبر کسی محل کا وزن نہیں ہو جاتا، اور الشر تعالیٰ کلی گلوج کرنے والے بذریعہ میں اسی میں خلقی حسن  
اعرض کرنے اور اُس کی بات نہ مانتے کا خصوصی حکم دیا گیا ہے (کامروہا میں جریعن ایں عباس) اگرے  
بھی کئی آئیوں میں اس شخص کی بد اخلاقی اور کرشمی کا ذکر فرمانے کے بعد فرمایا ستیمہ علی المخرطوہ یعنی

اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مسلمان اپنے حسن خلق کی بد اخلاقی اس  
شمس کا درجہ حاصل کر لیتا ہے جو دیش رات کو عبارت میں جاگتا اور دن بھر روزہ رکھتا ہو (رواه ابو داؤد)  
اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہ فرمایا کہ مجھے یہ کام امور کر کے سمجھنے کے وقت) آخری وصیت جو آپ نے مجھے  
اس وقت فرمایا جسکے میں اپنائیک پاؤں رکاب میں رکھ چکا تھا وہ یہ تھی یا معاذ الدین حسن خلق لدھا اس  
(اے معاذ لوگوں سے حسن خلق کا برتاؤ کرو۔ روہاں ماک) یہ بہ روایات حدیث تفسیر ظہری سے نقل کی گئی ہیں۔  
قَسْطَقْهُ وَرَبِّيْجَهُ لَدُنْ هَبَّاَيْكَ الْمَقْسُونُمْ | عَنْ رِبِّيْبَ آپ سیمی دیکھ لیں گے اور کفار بھی دیکھ لیں گے  
تم میں کوئی بخوبی نہیں ہے) مفتون اس بندگی پیش نہیں ہے۔ پچھلی آیات میں اپنے بخوبی کہتے والوں کے طمعتہ کو  
دلاں سے روکیا گیا تھا اس آیت نے پیش کوئی کہ طور پر بتایا کہ یہ بات یوں ہی دھمکی پیش نہیں ہے والی  
نہیں ہے تربیت آئندے والے وقت میں سب آسمکھوں سے دیکھ لیں گے کہ معاذ اللہ آپ بخوبی سے یا آپ کو  
بخوبی کہتے والے پاک دیوانے تھے چنانچہ تمہور سے ہی عصر میں یہ بات کھل کر رونیا کے سامنے آگئی اور اپنیں  
بخوبی کہتے والوں میں سے ہزاروں حلقہ گوش اسلام کو رکھا کچھ ای تباخ و محبت کو سرمایہ سعادت سمجھنے لگا۔  
اوہ بہت سے اشخاص جن کو توفیق نہیں ہوئی وہ دنیا میں کیا ذلیل و خوار ہوئے۔

فَلَا تَنْظِعُ النَّفَرَكَنْ بِيْنَ هَذِهِ الْوَتْنِ هُنَّ فَيْدُ هُنُونَ، لِمَنِ اَبْتَلَنَّ دَوْلَتَهُ اَبْتَلَنَّ دَوْلَتَهُ

مانیں ہے تو یوں چاہتے ہیں کہ آپ کچھ تبلیغ احکام میں نرم پڑھائیں اور شرک و بُرت پرستی سے ان کو روکتا  
چھوڑ دیں تو یہ بھی ترم پڑھائیں کہ آپ پڑھنے شفیع اور آپ کی ایناز سانی چھوڑ دیں (قالا ابن عباس - قطبی)  
مسئلہ۔ اس آیت سے معلوم ہوا کہ کھانا و غار کے ساتھی ہو وہ کریمیا کہ تم ہمیں کچھ نہیں کہتے تم ہمیں کچھ نہ کہو،  
یہ مایمتنت فی الدین دوڑا ہے (منظمری) یعنی یا لاسی ضبط و مجموعی کے ایسا معاہدہ جائز ہے۔

وَلَا تَنْقِعُ حَلَاقَنْ تَهْبِيْنَ هَمَّتَنَّ هَمَّتَنَّ هَمَّتَنَّ هَمَّتَنَّ هَمَّتَنَّ هَمَّتَنَّ هَمَّتَنَّ هَمَّتَنَّ

ذلِّکَ رَثِّنَهُ (آپ بات نہ مانیں ہر ای شخص کی جو بہت تھیں کہاں جا لاؤ ہو ذلیل ہو اور لوگوں پر عیب لکھنے  
والا ہمیشہ کرنے والا ہو چھوڑ کر فرنے والا ہو، نیک کاموں سے لوگوں کو روکنے والا ظالم و بدویں حد سے بچنے  
والا ہمیشہ کرنے والا ہو چھوڑ کر فرنے والا ہو، بات نہ مانیں کہاں جا لائیں خلق جنیں ہو اور ان سب صفات رذیل کے ساتھ  
وہ زخم بھی ہو زخم کے میٹھہ دھنے کے ساتھی بھائی باپ سے شایستہ نہ ہو جس شخص کے یہ احتساب بیان  
کئے گئے ہیں وہ ایسا ہی غیر شایستہ النسب تھا۔

پہلی آیت میں عام کفار کی بات نہ مانتے اور دین کے معاہدے میں ان کی وجہ سے کوئی ملہمنت نہ کرنے  
کا عام حکم تھا اس آیت میں ایک خاص شرک کا فرد و لیڈین میری و کی صفات رذیل بیان کر کے اُس سے  
اعرض کرنے اور اُس کی بات نہ مانتے کا خصوصی حکم دیا گیا ہے (کامروہا میں جریعن ایں عباس) اگرے  
بھی کئی آئیوں میں اس شخص کی بد اخلاقی اور کرشمی کا ذکر فرمانے کے بعد فرمایا ستیمہ علی المخرطوہ یعنی

ام تیامت کے روز اس کی ناک پر داغ لکھا دیجیے جس سے اوپرین داؤرین میں اُس کی رسوائی ظاہر ہو جائیگی اس کی ناک کو بیرون تیبع طریق سے تجیر کیا گیا ہے جو یعنی یا خنزیر کی ناک کے لئے مخصوص ہے۔

لما یا کو ٹھہر گما بکو ٹما آمتحب اجتنب (یعنی ہم نے آزمائش میں ڈالا ان (ایں کہ) کو جس طریقہ پر دھن و شن کا آزمائش میں ڈالا تھا باعث والوں کو) سابق آیات میں کفار اہل مکہ کی بھی کرم صفات علیہم پڑھن و شن کا جواب تھا۔ ان آیات میں حق تعالیٰ نے پھیلے زمانے کا ایک تقدیر ذکر کے اہل مکہ کو تنبیہ فرمائی اور مذاہب سے دریا۔ اہل مکہ کو آزمائش میں ڈالنے سے یہ مراد ہے یوں کہ جس طریقہ آنے والے تقدیر میں باعث والوں کو ارش تعالیٰ نے اپنی دھنوتوں سے سرفراز فرمایا انہوں نے یا شکری کی جس کے نتیجے میں عذاب آگی اور انکی نعمت سلب ہو گئی، حق تعالیٰ نے اہل مکہ رپا اپا سب سے بڑا غلام تو فرمایا کہ رسول امشتہلے امشتہل علیہم کو ان کے اندر پیدا فرمایا، اس کے ملاودہ ان سی تجارتیوں میں رکبت عطا فرمائی اور ان کو خوشحال بنا دیا، یہ اُن کی آزمائش ہے کہ امشتہ تعالیٰ کی ان دھنوتوں کے ستر گزار ہوتے ہیں اور امشتہ رسول پاہیاں نہ لائے ہیں یا اپنے کفروں عناد پر بھی رہتے ہیں۔ دوسری صورت میں ان کو باعث والوں کے قصہ سے عبرت مثال کرنا چاہیے کہ میں ایسا نہ ہو کہ کفر ان نعمت سے ان پر بھی ایسا ہی عناد بث آجائے۔ تیسرا صورت میں ہمیں دو قسم ہے جبکہ ان آیات کو بھی مثل اکثر سورت کے سی قرار دیا جائے لیکن بہت سے حضرات مفسرین نے ان آیات کو مدینی قرار دیا ہے اور جس آزمائش کا یہاں ذکر ہے اُس سے مراد وہ خط کا غذاء ہے جو رسول امشتہ علیہم کی پڑھنے لگے اور مردار جائز اور دھنوتوں کے پیشہ کیا تھا پر مجھ پر گھنے تھے۔ یہ واقعہ بھرت کے بعد کا ہے۔

باغ والوں کا تقدیر یہ باغ بیعنی صفت جیسے حضرت ابن عباس وغیرہ کے قول پر یہ میں مقاعد حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ کی ایک روایت ہے کہ صنوار جو یہن کا مشہور شہر اور دارالسلطنت ہے اُس سے چھ میل کے فاصلہ پر تھا اور بعض حضرات نے اسکا محل و قوع جدش کو بتایا ہے (ابن القیشر) یہ لوگ میں تکاب میں سے تھے اور یہ واحد رفع علیہ علیہ السلام کے کچھ عرصہ بعد کا ہے (قرطبی)

آیت مذکورہ میں ان کو اصحاب الجنة دینی باعث والوں کے نام سے تجیر کیا ہے مگر مخصوص آیات سے معلوم ہوتا ہے کہ ان کے پاس صرف باعث والی نہیں بلکہ کاشت کی زمینیں بھی تھیں۔ ہو سکتا ہے کہ باعث کے ساتھ ہی مزروعہ میں بھی پوکر گا بخون کی شہرت کے سبب باعث والے کہدیا گی۔ واقعہ ان کا بروایت محمد بن حروان حضرت عبد الشابر بن عباس رہ سے اس طرح منقول ہے۔ صنوارین سے دو فرج کے فاسدے پاک باغ تھا جس کو صد و ان کی پہاڑا تھا۔ یہ باغ ایک صاحب اور نیک بندے نے لگایا تھا، اسکا عمل یہ تھا کہ جب کھی کھلنا تو جو درخت درانتی سے باقی رہ جاتے تھے اکون فقر اور مساکین کیلئے چھوڑ دیا تھا۔ یہ لوگ اس سے مغل مثال کر کے پیارا کر رہے تھے۔

اسی طرح جب کھیتی کو گھا کر ٹکڑے بیکالتا تو جو دنہن دھنوت سے کیسا تھا اُز کر لگا ہو جانا، اُس دن کو بھی فقر اور مساکن کی وجہ پر جو دستا تھا، اسی طرح جب باعث کے دھنوت سے پھل تھرستا تو قوت نے کے وقت جو پھل پیچے گھجا ہو وہ بھی فقر اور جو دستا تھا (یہی وجہ تھی کہ جب اس کی کھیتی کھنے یا پھل تھرنے کا وقت آتا تو بہت سے فقر اور مساکن میں ہے جو باعث اور دزمن کے وارث ہوئے، انہوں نے اپس میں ہو جاتے تھے) اس مرد مصالح کا استقبال ہو گیا اس کے تین بیٹے باعث اور دزمن کے وارث ہوئے، انہوں نے اپس میں گھنٹوں کی کاہر ایسا بیٹھ گیا ہے اور پہیا ادا رائی کی ضرورت سے کہہ کے اس لئے اب ان فقر کے لئے اضافہ اور پھل چھوڑ دینا ہمارے بیس کی بات نہیں۔ اور بعض روایات میں ہے کہ ان لوگوں نے آزاد نوجوانوں کی طرح یہ کہا کہ ہمارا بیٹا تو بے وقوف سخا تھی بڑی مقدار اور پھل کی لوگوں کو فروخت کرتا تھا۔ ہمیں یہ طلاقی بند کرنا چاہیے اسکے ان کا تقدیر خود قرآن کیم کے الفاظ میں سبب نہیں ہے۔

لما آنکھوں الیہ و فتحها مظہر خوبیں و لا استثنوں و لام ہے میں انہوں نے اپس میں صاف قوم کر کے یہ عہد کیا کہ اب کی مرتبہ ہم صبح سو رہے ہیں جا کر کھیتی کاٹ لیں گے تاکہ اسکیمیں فقر اور خبرہ ہو اور وہ ساختہ لگ لیں، اور اپنے اس مذہبی پر ان کو اتنا یقین تھا کہ انشا اللہ کیست کی جسی تو فرض نہ ہو گی جس کا سنت ہے کہ کل جو کام کرنا ہے جب اسکا ذکر ہے تو یوں کہ کہ جام انشا اللہ کل یہ کام کریں گے۔

لما آنکھوں کے مدنی استشارہ کرنے کے ہیں اور مرد اس استشارے کے انشا اللہ کہنا ہے اور بعض حضرت مفسرین نے استشارے سے مراد یہ لیا ہے کہ ہم پوچھا پوچھا دوں اور پھر لے آؤں گے فقر کا حصہ مستثنی نہ کریں (گل نظری)، فحافط فلیکہ اخلاقی فحیق قلن و قلت (پھر پھر ہمیں اس کیست اور باعث پر ایک پھر نہ لالا اپکے رب کی پڑھنے کے لئے اسے مراد کوئی نہ لالا اور اکافت ہے جس سکھیتی اور باعث تباہ ہو جائے بعض روایات میں ہے

رات سے۔ پھر نہ والے سے مراد کوئی نہ لالا اور اکافت ہے جس سکھیتی اور باعث تباہ ہو جائے بعض روایات میں کہ وہ ایک آگ کھیتی جس نے سب کھڑی کھیتی کو جاکر خاک سیاہ کر دیا وہ کام نامیکون بھی ہے۔ واحد نزول مذہب کا رات کو اس وقت ہوا جبکہ یہ لوگ بخواب تھے فاٹھبھت تھا اندر قیم، قیم کے سیچی پھل وغیرہ کاٹنے کے ہیں۔ صریح بعض صدر و مقطوع ہے مطلب یہ پھر کاٹگے اس کیستی کو ایسا بنا دیا کہ جیسی کاٹ لیسے کے بعد صرف زمین رہ جاتی ہے۔ اور صریح کے معنی رات کے بھیجی آتے ہیں، اس میٹنے کے لحاظ سے مطلب یہ ہو گا کہ جیسے لاماریک سیاہ ہوئی ہے کیستی بھی حاک سیاہ ہو گئی (نظری)۔

لما آنکھوں کے مدنی استشارہ کرنے کے ہیں میں ایک درسرے کی آنکھ دیہ جگانے لگئے کہ جو کھیتی کاٹنا ہے تو سویرے چاہو۔ وہ میں تھیا دھنون، یعنی گھرستے تکلنے کے وقت آپس میں آہستہ بات کرتے تھے کہ کسی نفیہ سکیں کو خبرہ ہو جائے جو ساتھ لے۔

وقد دن اعنی خڑج قدریں، خڑج کے معنی من کرنے اور غیظ و غضب دکھانے کے میں مطلب یہ ہے کہ یہ لوگ اپنے خیال میں یہ سچ کر لے کہ ہم اس پر قدرت ہے کہ ہم کسی نفیہ و سکین کو کچھ دن دیں کوئی آجی جائے تو اُس کو دشمن کر دیں۔

فلمگاہ از دھنہا قاتلہ لامیں آنکھاں توں، مگر جب اس بجگہ کمیت پانچ کوچھ سپایا تو اول تو یہ کہنے لگے کہ ہم جگہ کو بھول کریں اور آگئے، یہاں تو باغ ہے نہ کمیت، مگر پھر یعنی مقامات اور شہادت پر غور کیا تو حادثہ ہوا جگہ تو ہی ہے اور کمیت جلا ختم ہو چکا ہے تو کہنے لگا بن نہیں مخدوم و موت اینی ہم اس نعمت سے محروم کرنے کے قال اؤسٹھم اکڈ اُن کوکڑ کو اس نعمت کو لشکریوں، ان میں سے جو دریا بند آدمی معايسی باپ کی طرح نیک صلی اللہ علیہ وسلم فریض پر خوش ہونے والا تھا دوسرے بھائیوں کی طرح بھل سخت دل نہ تھا اس نے کہا کہ کیا میں نے تھیں پہلے ہی نہیں کہا تھا کہ تم اشد کے نام کی سیع کیوں نہیں کرتے، قیمع کے لفظی معنی پاکی بیان کرنے کے میں، مطلب یہ ہے کہ فرق اوس اسکین سے اپنا مال بجا لینے کی تدبیر کا منشاء یہ بے کہ آپ یہ سمجھتے ہیں کہ اشد تم کو اس کے بجائے اور نہ دیکھا سلااکہ اشتہ تعالیٰ اس سے پاک ہے وہ فرض کرنے والوں کو اپنے پاس سے اور نہ یادہ دیتا ہے (منظیری)

قالوا مجھمن رہنیا لامکی طلبین، اس بھائی کی بیات اسوقت تو کسی نے نہ سُنی سحراب سنبے اور اکارکہ اشتہ تعالیٰ پاک ہے ہر شخص وہ کسی سے اور ہم تمام ٹالمہبہ کے ہجتہ کو بھی کھالینا چاہا۔

**تنبیہ** یہ دریافت آدمی جس نے سیع بات کی بھی اگرچہ دوسروں سے بہتر تھا مگر پھر ہر حال اُنھیں کیسا تھہ ہو یا اور انہیں کی خاطر رائے پر محل کے لئے تیار ہو گیا تھا اس لئے حشر اسکا بھی اُنہیں جیسا ہوا۔ اس سے معلوم ہوا کہ جو کوئی کسی گناہ سے لوگوں کو روکے مگر وہ نہ رکیں، پھر خود بھی ان کے ساتھ گایا ہے اور گناہ میں شریک ہے تیری سمجھیں کہ جمیں ہوتا ہے اس کو چاہئے کہ وہ نہیں رُک کے تو خود اپنے پاک کو اس گناہ سے بھائے فی قبیل بختھر علی بختین بستکار موت، یعنی ان لوگوں نے اپنے قبم کا تو احتراف کریا لیکن اب الزام ایک دوسرے پر ڈالنے لگے کہ تو نہیں اول ایسی غلط رائے دی تھی جس کے تجھیں یہ عذاب آیا۔

حالاگر کہ جرم نہیں کسی کا تھا نہیں تھا بلکہ سب یا اکثر اسیں شریک تھے۔

**تنبیہ** آجھل اس معاملے میں ابتلاء عام ہے کہ بہت سی جماعتوں کے مجموعی عمل کی وجہ سے کوئی ناکامی یا مصیبت پیش آ جائے تو اسوقت ایک دوسرا عذاب ان پر یہ ہوتا ہے کہ اس کا الزام ایک دوسرے پر ڈالنے میں اپناؤقت منائے کرئے ہیں۔

قالوا یوں نہ کارکنا لامکی طبعین، یعنی ابتداؤ ایک دوسرے پر الزام ڈالنے کے بعد جب خود کیا تو پھر سب نے اقرار کریا کہ ہم سب ہی کرشم گاہ رکاریں یہ اعزات نہارت کے ساتھ ان کی توبہ کے قائم حکام تھا اسی پیمانہ پر ان کو اشتہ سے یہ اتید ہوئی کہ اشتہ تعالیٰ ہمیں اس باغ سے بہتر رائے عطا فریداں گے۔

امام ابوحنیف نے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے فصل کیا ہے کہ ابن سعید نے فریاد کی مجھے یہ خوبی کی ہے کہ کہ جب ان سب لوگوں نے پتے دل سے توبہ کری تو اشتہ تعالیٰ نے ان کو اس سے بہتر رائے عطا فریدا جس کے انگوہوں کے خوش انسے برٹے تھے کہ ایک خوش ایک خیر پر لاد جاتا تھا (منظیری)

کنیاں از الدنیا ای، ایل بخ کے مداب قحط کا جمالی اور باغ والوں کے کمیت جل جائیکا ہی کہ فرانسیس بعد امام ضایع ارشاد فریا کو جب اشکار از الدنیا اب آتا ہے تو اسی لیلی آیا کرتا ہے، اور دنیا میں مداب آجاتے ہیں کی جی اُن کے آخرت کے مداب کا لفڑاہ نہیں ہوتا بلکہ آخرت کا مداب اسکے ملادہ اور اس سے زیادہ محنت ہوتا ہے۔ اگلی آیات میں اول نیکتے قبیلہ بنوں کی جزا اکاذ کر رہے اور اس کے بعد مشکلین مکہ کے ایک اور باطل دعوے کا دوسرے ایک آیات میں اول نیکتے قبیلہ بنوں کی جزا اکاذ کر رہے اور اس کے بعد مشکلین مکہ کے ایک اور باطل دعوے کا دوسرے دی یہ کہ فارس کیا کرتے تھے کہ اول تو قیامت آئتے والی نہیں اور دبارہ زندہ ہو کر حساب کیا جائے اس سب فسادیوں وہ یہ کہ فارس کیا کرتے تھے کہ اول تو قیامت آئتے والی نہیں اور دبارہ زندہ ہو کر حساب کیا جائے اس سب فسادیوں اور اگر بالفرض اسی ایسا بھی یعنی توہین وہاں بھی ایسی یعنی نہیں اور سال و دوست ملے ہم جیسا دنیا میں بلا رہا ہے، ہم کا جو بکی اپنے میں دیکھا ہے کہ کیا اشتہ تعالیٰ نیک بندوں اور ببر کرداری گے یہ کیا سمجھیں وغیرہ فیصلہ ہے جس پر نہ کوئی سند نہ دیں تیسی آسمانی تھا ہے اسکا ثبوت نہ اشتہ تعالیٰ طرف سے کوئی وعدہ و عہدہ و عہدہ کہ وہاں بھی حصہ نعمت دیجگا۔

قیامت کی ایک نقلی دلیل اُن آیات نکرہ سے ثابت ہوا کہ قیامت آنداز حساب قیاب پنوا اور بیک و بید کی جزو اس تھا یہ سب عقولاً ہروری ہے کہ یکو کہا سکتا تو دنیا میں بھر خوض مشاہدہ کرتا ہے اور کوئی اس کا نہیں کہ سکتا کہ دنیا میں چونما خستاق فیار بسکا لام چور اور دلکوئیں نفع میں رہتے اور مزے اُڑاتے ہیں، ایک چور اور دلکو ایک رات میں بیعنی اوقات اتنا کا یہ تھا کہ کسریت نیک آدمی عرب ہمیں بھی نہ مل سکے۔ پھر وہ نہ خوب فرمادا و آخترت کو جاتا ہے نہ کسی شرم و حیا کا پاندہ ہے اپنے نفس کی خواہشات کو جس طرح چاہے پوکر تا پہنچ اور نیک شر لین آدمی اُن تو خدا سے دُرتا ہے وہ بھی نہ ہو تو بارادی کی شرم و حیا سے مغلوب رہتا ہے۔ غالباً سر یہ ہے کہ دنیا کے کارخانے میں تو بکابد بسکا میاں اور نیک شریف آدمی ناکام نہیں آتا ہے اب اگر اسے بھی کوئی یہاں دوسرے سے کارخانے میں ہو جائے تو اس وقت کی صبح انصاف ہو نیک کو اچھا بدلے بدکو سڑاٹے تو پھر اُن تو کسی وقت نہ آئے جس میں حق و ناخی کا صبح انصاف ہو نیک کو اچھا بدلے بدکو سڑاٹے تو پھر اُن تو کسی درمیانی کو ریا کہ اشتہ تعالیٰ کو گناہ کوپنا نہ ہو بے سبب ہو جاتا ہے کہ وہ ایک انسان کو باوجاہ اسکی خواہشات دکھانے ہے دوسرے سے پھر عدل و انصاف کے کوئی مسئلہ باتی نہیں ہے تو جو لوگ خدا کے وجود کے قابل ہیں وہ اسکا کیا ہوا بدری کے کر خدا تعالیٰ کے انصاف کیا گیا۔

ہم یہ شبہ کہ دنیا میں بسا اوقات حرج پکڑا جاتا ہے اُس کی رسولی ہوتی ہے سننا پاتا ہے شریف آدمی کا ایسا نیک دنیا سے ہیں واضح ہو جاتا ہے اور عدل و انصاف حکومتوں کے قوانین سے قائم ہو جاتا ہے۔ یہ اس سے ایسا نیک دنیا سے ہیں واضح ہو جاتا ہے اور عدل و انصاف حکومتوں کے قوانین سے قائم ہو جاتا ہے۔ مگر جگہ اور جگہ اور جگہ اور ہر حال میں حکومت کی بگرانی ہمیں نہیں کیتی، جہاں ہو جاوے وہاں عدالتی ثبوت ہے کہ اول تو ہر جگہ اور ہر حال کے نتائج کی تھے جو بھی ہم سچے تو زور و ذرا دشوت ہر جگہ اور ہر حال میں جرم پہنچا انسان نہیں جس کے ذریعہ جرم سزا پا سکے اور جہاں ثبوت کی بھی ہم سچے جائے تو زور و ذرا دشوت و سخا شاں اور دباؤ کے کتنے چور دباؤ کے ہیں جن سے جرم نہیں جھاگتا ہے۔ اور اس زمانے کی حکومتی اور عدالتی جرم و سزا کا جائزہ لیا جاتے تو اس وقت تو سزا صرف وہ بے وقوف بے عقل یا یہ سہارا آدمی پاتا ہے جو ہوشیاری سے کوئی چور دروازہ نہیں کسکے اور جس کے پاس نہ رہوت کے لئے پیسے ہوں نہ کوئی نہ اُدی

اسکا مدد گار ہو یا پھر وہ اپنی بے دوقوں سے ان چیزوں کو استعمال نہ کر سکے۔ باقی سب بھرم کا زاد پھر تری ہیں۔  
قرآن کریم کے اس نظر نے آنچھے عالمِ مسلمین کا آنچھے عالم، اس حقیقت کو داشت کہ دیا کر  
عقلایہ ہونا ضروری ہے کہ کوئی ایسا وقت آجے جہاں سب کا حساب ہو اور جہاں فرمودوں کیلئے کوئی چور دعاو  
نہ ہو اور جہاں انصاف ہی انصاف ہو تو نیکت بد کا اصل کر انتیاز داشت ہو اور اگر یہ نہیں ہے تو دنیا میں  
کوئی بُرا کام بُرا نہیں اور کوئی بُرم بُرم نہیں اور پھر خدا تعالیٰ عالیٰ دعا انصاف کے کوئی منع نہیں رہتے۔  
اور جب قیامت آتا اور اعمال کی حکم دے دے تو اسی قسمی ہو گیا تو اسکے کچھ اہوال قیامت اور مجرمین  
کی سزا کا ذکر کیا گیا ہے جس میں قیامت کے دن کشف سماق کا انجام بینا ہوا ہے اس کی حقیقت  
خلاصہ تفسیر میں آپ سمجھی ہے۔

فَذَرْقِيَ وَمِنْ هِيَكُنْ بِشِهْلَنَ الْحَدِيثِ، مِنْ اَبِ اسْ تِيَامَتِ کِیْ بَاتِ جَهَلَانَسِ دَالِوْلِ کُو اور بُحْرِ  
جَهَوْلِ دِرِسِ پَهْرِ وَبِكِیْسِ کِرْهِمِ کِیْ کَرْتَے ہیں۔ یہاں چھوڑ دینا ایک محاورہ کے طور پر فرمایا گیا ہے مرا دا اس سے  
انشد پر بھر و سر اور توکل کرنے ہے اور حاصل اس کلام کا یہ ہے کہ کفار کی طرف سے یہ مطلبہ بھی بار بار پیش  
ہوا کرتا تھا کہ اگر کرم واقعی اندر کے نزدیک بھرم میں اور ارشاد تعالیٰ میں عذاب دینے قادر ہے تو پھر  
ہمیں عذاب ابھی کیوں نہیں دے ڈالتا ان کے ایسے دل ازار مطابقوں کی وجہ سے کبھی کبھی خود رسول اللہ  
صلوات اللہ علیہ وسلم کے قلب مبارک میں بھی یہ خیال پیدا ہوتا ہو گا اور مکن ہے کسی وقت دعا بھی کی ہو کہ ان  
ووگوں پر اسی وقت عذاب آجائے تو باقیانہ ووگوں کی اصلاح کی موقع ہے اس پر یہ فرمایا گیا کہ اپنی محکت  
کو ہم اسی خوب جانتے ہیں ایک حد تک ان کو مہلت دیتے ہیں فوراً عذاب نہیں بھیج دیتے اسیں بھی آدمیش  
بھی ہوتی ہے اور ایمان لانے کی مہلت بھی۔ آخر میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کے واقعہ کا ذکر فرمایا گراخت  
صلوات اللہ علیہ وسلم کو فصیحت فرمائی گئی کہ جس طرح یوں علیہ السلام نے ووگوں کے مطلبے سے تنگ اگر عذاب کی دعا  
کروی اور عذاب کے آثار سائے بھی آگئے اور یوں علیہ السلام اس جائے مذاہبے دوسری جگہ منتقل ہو گئے  
محروم پھر پوری قوم نے الحاح و زاری اور اخلاقی کیستا تھو توبہ کر کی اشتغالی تران کو معافی دیدی اور عذاب  
ہشائیا تو اب یوں علیہ السلام نے یہ شرمندگی محسوس کی کہ میں ان ووگوں میں جھوٹا قرار پاؤں گا اس بناء کے  
خوف سے اثر تھمالی کے اذن صریح کے بغیر اپنے اجہاد سے رہ انتیار کر کی اکاب ان ووگوں میں والپن جائیں،  
اس پر حق تعالیٰ نے ان کی تنبیہ کے لئے دریا کے سفر پھر محلی کر سکل جانے کا معاملہ فرمایا اور پھر یوں علیہ السلام  
کے متین ہو کر استغفار و معافی کی طرف متوجہ ہونے پر دیوارہ ان پر پانچ سالہ انعامات کے دروازے  
کھول دیئے۔ یہ واقعہ سورہ یوں اور دوسری سورتوں میں گز چکا ہے۔ تبی کریم صلوات اللہ علیہ وسلم کو یہ واقعہ بیاد  
دلکراں کی فصیحت فرمائی کہ اپ ان ووگوں کا ایسے مطلبہ سے غلوٹ ہوں اور ان پر جلدی عذاب نازل کرنے کے  
خواہ شہد نہ ہوں اپنی حکمتوں اور عالم کی صلحتوں کو ہم اسی جانتے ہیں ہم اسی پر توکل کریں۔

وَلَا تَكُنْ كَمَارِحِ الْحُجُوتِ، یہاں حضرت یوسف علیہ السلام کو صاحبِ حوت اسی مناسبت سے  
کہا گیا کہ وہ کچھ عرصہ محلی کے پیٹ میں رہے۔  
وَلَمْ يَجِدْ الَّذِينَ كُفَّارٌ مُّلْكَ الْأَنْوَافِ يَا أَنْصَارَهُمُ الْأَيَّةَ لِلظَّاهِرِ فَلَمْ يَكُنْ هُوَ مِنْ  
مُنْتَفِرِشٍ وَيَسِّيْرَهُ اَرْدَارَهُ يَسِّيْرَهُ كَمَارِحِ الْحُجُوتِ، مطلب یہ ہے کہ کفار کے آپ کو مغلوب کا ایک  
دیکھتے ہیں اور جگہ اسے کے میں (راغب) مطلب یہ ہے کہ کفار کے آپ کو مغلوب کا ایک دیکھتے ہیں اور کہنے لگتے ہیں کہ  
تو جبکوں ہے فَمَا هُوَ إِلَّا ذُكْرٌ لِلْعَابِيْنَ، حالانکہ یہ کلام تمام جہاں والوں کے لئے ذکرِ پیشیت اور ان کی  
فضل و خالج کا انسام ہے ایسے کلام والا کسی مجبون کہا جاسکتا ہے۔ کفار کے جس طبقہ کا اس دورہ کے سرو شما  
میں جواب دیا گیا تھا ختم سورہ پر اسی کا ایک دوسرے اہم ایک جواب دیدیا گیا۔  
اُرَامَ بَنْوَى وَغَيْرَهُ مُغَسِّرِنَ تِرَانَ کیا ایک خاص واقعہ تھا کہ انسان کی نظر بگ جانا اور اس سے  
کسی انسان کو اقصان اور بیماری بلکہ ایک بچہ بھیج جانا، جیسا کہ حقیقت ہے اور احادیث صحیحین اسکا حق و دنادار  
عرب میں بھی معروف و مشور تھا اور رکھیں ایک شخص نظر لگانے میں برا مشور تھا اور مثوش طباوروں کو نظر لگادیتی تو وہ فوراً  
مرجانی تھے۔ کفار کے کورسول اور مسلاطہ ملائیم سے عادوت تو تھی ہی اور بڑھ کی کوشش اسے تو کھل کرنے اور  
ایسا پہنچانے کی گیا کرتے تھے ان کو یہ بھجو گی کہ اس شخص سے رسول اللہ صلوات اللہ علیہ وسلم کو نظر لگاؤ، اور اس کو بیلا لائے  
اس نے نظر بدل گانے کی اپنی پوری کوشش کر لی مگر اللہ تعالیٰ نے اس کی خطا خاتم فرمائی یہ آیات اسی سلسلے میں  
نازال ہوئیں اور لِلْأَنْقَوْنَكَ يَا بَقْبَانِيْمِ میں اسی تھا وہ بدل گانے کو میان فرمایا گیا ہے۔

**فَإِذْنُكَ** حضرت مسن بصریؓ سے متفوں ہے کہ جس شخص کو نظر کسی انسان کی آگئی ہو اس پر یہ آیات  
پڑھ کر دم کرو یا اسکے اثر کو زان کر دیتا ہے یہ آیات کہنی بِتَحْادُّ الْأَدْوِنِ تھیں (ظہری)

مَعْتَسِمٌ مَوْرَةُ الْقَلْمَنِ بِحَمْلِ اللَّهِ يَوْمَ الْحِجَلِ لَسْتَ مَهْنِدَنِيْمَنْ رَجَبَ سَهْلَتَهَا